روز عرفہ کی عظمت
اور
دعائے عرفہ سے معرفت الٰہی کی چند جھلکیاں

سید رمیز الحسن موسوی[1]
Srhm2000@yahoo.com

کلیدی کلمات: عرفات، دعا، یوم عرفہ، معرفت الٰہی، اسماو صفات الٰہی، نعمات الٰہی، توبہ وانابہ

خلاصہ

کسی چیز میں تفکر وتدبر کے ساتھ اس کے ادراک کو عرفہ کہتے ہیں۔ نو ذی الحجہ کو روز عرفہ کا نام دیا گیا ہے۔ معرفت کے اس اہم ترین دن بندوں کو عبادت ودعا کی دعوت دی گئی ہے۔ یہ دن شب قدر کے بعد گناہوں کی بخشش کا عظیم ترین دن ہے۔ ائمہ اطہارؑ لوگوں کو اس دن کی اہمیت سے روشناس کراتے اور انہیں اس دن کے اعمال کی طرف متوجہ کراتے تھے۔ ائمہ معصومینؑ سے اس دن کی مناسبت سے بہت زیادہ دعائیں نقل ہوئی ہیں۔ جن میں سے سب سے اہم دعا، امام حسینؑ کی دعائے عرفہ ہے جس امیں اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت، اپنے پروردگار سے پیمان و تجدید عہد، انبیائے کرام کی معرفت، عقیدہ معاد پر اعتقاد، آفاق کائنات میں غور وفکر، اللہ کی بے شمار نعمتوں پر حمد و شکر، بارگاہ الٰہی میں گریہ اور توبہ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عفو و بخشش کی درخواست اور نیک اعمال و پسندیدہ صفات کی طرف رجوع ے کا عہد اور اپنی حاجات کی درخواست۔۔۔ جیسے مضامین پیش کئے گئے ہیں۔ اس مقالے میں عرفہ کے دن کی مناسبت سے امام حسین علیہ السلام کی دعا میں مذکور معرفت الٰہی کی چند جھلکیاں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

---

1 ۔مدیر مجلّہ سہ ماہی "نور معرفت" نور الہدیٰ مرکز تحقیقات (ٹرسٹ) بارہ کہو، اسلام آباد

روز عرفہ کی عظمت

"عَرَفَة" عربی زبان کا لفظ ہے جو مادہ "ع ر ف" سے کسی چیز کے آثار میں تفکر اور تدبر کے ساتھ اس کی شناخت اور ادراک کے معنی میں آتا ہے۔ (1) عرفہ کا نام سرزمین عرفات (مکہ مکرمہ کی وہ جگہ جہاں حاجی توقف کرتے ہیں) سے ماخوذ ہے اور عرفات کو اس لئے عرفات کہا جاتا ہے کہ یہ پہاڑوں کے درمیان ایک مشخص اور شناختہ شدہ زمین ہے۔ (2)

یوم عرفہ، اہم ترین اسلامی ایام میں سے ہے، اگرچہ اس دن کو عید کا نام نہیں دیا گیا، لیکن اس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت اور اطاعت کی طرف دعوت دی ہے اور اُن کے لئے اپنے فضل واحسان کا دستر خوان بچھایا ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے عرفہ کے دن ایک فقیر کی صدا سنی جو لوگوں سے مدد کی درخواست کر رہا تھا۔ امام علیہ السلام نے اُس کو مخاطب ہو کر فرمایا:

> ''وائے ہو تم پر! کیا تم دست نیاز غیر خدا کی طرف دراز کر رہے ہو حالانکہ آج کے دن ماؤں کے پیٹ میں موجود بچے بھی اللہ تعالیٰ کے لطف و فضل سے بہرہ مند ہونے کی اُمید رکھتے ہیں اور سعادت مند ہو جاتے ہیں۔'' (3)

بہت ساری احادیث میں اس دن کو گناہوں کے بخشے جانے کا خصوصی دن قرار دیا گیا ہے۔ (4) اور یہ دعا قبول ہونے کا دن۔ (5)

ہماری دینی ثقافت میں نو ذی الحجہ کو روز عرفہ کا نام دیا گیا ہے۔ دینی تعلیمات کے مطابق عرفہ کا دن، معرفت و شناخت کا دن ہے اور عرفہ کا دن، قیامت کے دن کی مانند ہے۔ انسان اس دن اس بات کا عرفان حاصل کرتا ہے کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے، اُسے کہاں جانا ہے اور روز محشر کی طرف اس سفر کے لئے اُسے کیا کیا کام انجام دینے چاہیں۔

بہر حال، عرفہ کا دن انسان کی طرف سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اپنے اعمال کا حساب دینے کا دن ہے۔ لہٰذا روز عرفہ انسان کو اپنے وجود کے اندر جھانکنے اور اپنا محاسبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ائمہ معصومین علیہم السلام سے منقول روایات کے مطابق عرفہ کے دن کا بہترین عمل یہ ہے کہ انسان اپنے گناہوں

کو یاد کرے اور تسبیح ہاتھ میں لے کر اپنے گناہوں کو شمار کرے اور تسبیح کا ایک ایک دانہ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہے: ''انی غفلتُ'' اے اللہ! میں نے تم سے اور تو نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے، اُن سے غفلت کی ہے۔'' انی سھلتُ ''میں نے اپنے بارے میں سستی و سہل انگاری کی ہے۔غلفت اور سستی کے اسی اعتراف کی وجہ سے انسان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

روز عرفہ کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ دن شب قدر کی راتوں کے بعد گناہوں کی بخشش کا عظیم ترین دن ہے اس دن کی عبادت اور استغفار کے بدلے بے شمار گناہوں کی بخشش کا وعدہ کیا گیا ہے۔اس دن بندوں پر رحمت الٰہی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔اس سلسلے میں میدان عرفات میں موجود لوگوں اور دوسرے شہروں میں رہنے والے لوگوں کے درمیان کو کوئی فرق نہیں ہے۔ پس جو شخص بھی اس دن اپنے آپ کو غفلت سے نکالے گا اور معرفت الٰہی اور قرب الٰہی کی منازل طے کرے، بخشا جائے گا اور اس پر مغفرت اور رحمت الٰہی کے دروازے کھل جائیں گے۔

روز عرفہ کے دن کی ماثورہ دعاؤں سے پتا چلتا ہے کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں اپنے مالک وخالق کی معرفت حاصل کرے اور اپنے ربّ کا عاشق حقیقی قرار پائے تو اُسے اللہ تعالیٰ کی معرفت وشناخت کے تمام راستوں کو طے کرنا چاہیے۔ عالم طبیعت سے لے کر عالم انفس تک کی معرفت اور اس معرفت کے ذریعے اپنے رب اور خالق کی رحمت عام کی معرفت حاصل کرکے اُس کے اسماء و صفات اور کمالات کی معرفت تک پہنچے۔

پس عرفہ کا دن پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا و مناجات کا دن ہے۔دعا کہ جو امام علی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق انسانوں کا سب سے بڑا سرمایہ ہے، درحقیقت انسان کے پاس اپنا کچھ بھی نہیں، اس دنیا میں وہ فقط دعا کا مالک ہے۔ امیر المؤمنینؑ اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعائے کمیل میں فرماتے ہیں:

'' یا سریع الرّضا اغفر لمن لا یملك الاّ الدّعا'' (6)

ترجمہ: ''اے جلدی راضی ہونے والے اس شخص کو بخش دے کہ جس کے پاس دعا کے علاوہ کوئی اور سرمایہ نہیں۔''

لہٰذا انسان کے ہاتھ میں فقط دعا ہی وہ ہتھیار ہے کہ جس کے ذریعے وہ اپنی ضروریات کی تکمیل کر سکتا ہے۔ اسی لئے امام رضا علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے: "علیکم بسلاح الانبیاء"۔(7) یعنی؛ تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو انبیائے کرام کے اسلحہ سے لیس کرو اور اس اسلحہ سے مراد دعا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نزدیک سب سے کمزور انسان وہ ہے کہ جو دعا کرنے سے بھی عاجز ہو لہٰذا آپؑ فرماتے ہیں: "اعجزالنّاس من عجزعن الدّعاء"(8) اسی لئے عرفہ کے دن روزہ رکھنا اگرچہ مستحب ہے لیکن اگر انسان روزہ رکھنے کی وجہ سے دعائے عرفہ نہ پڑھ سکتا ہو تو دعائے عرفہ کو روزے پر ترجیح دے۔(9)

بنابریں، روز عرفہ ،ایک ایسا دن ہے کہ جس دن انسان اپنے نفس کا تحلیل و تجزیہ کرے اور اپنے نفس سے یہ سوال کرے کہ کیا اس نے اپنے آپ کو فانی دنیا کے حوالے کر دیا ہے یا اپنے ربّ کے حوالے کیا ہوا ہے۔اگر وہ اپنے آپ کو اپنے ربّ کے سپرد کر چکا ہے تو اس کا سخت محاسبہ کرے اور جن گناہوں کا ارتکاب کیا ہے، اُن پر نفس کی سخت توبیخ کرے۔

روز عرفہ کی مناسبت سے ائمہ اطہارؑ کی دعائیں

ائمہ اطہار علیہم السلام اس دن کیلئے ایک خاص احترام کے قائل تھے اور لوگوں کو اس دن کی اہمیت سے روشناس کراتے اور انہیں اس دن کے اعمال کی طرف متوجہ کراتے تھے اور کبھی بھی کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہیں بھیجتے تھے۔(10)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص ماہ رمضان المبارک میں مغفرت کی توفیق حاصل نہ کر سکے تو اُسے چاہیے کہ روز عرفہ کے دن مغفرت ورحمت الٰہی سے بہرہ مند ہونے کی سعی کرے۔ یہ واحد وہ دن ہے کہ جو اجتماعی دعا اور مناجات کے لئے مخصوص ہے۔ اسی لئے ائمہ معصومین علیہم السلام سے اس دن کی مناسبت سے بہت زیادہ دعائیں نقل ہوئی ہیں۔(11) جن میں سے سب سے زیادہ اہم دعا، امام حسین علیہ السلام اور آپ کے فرزند گرامی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعائے عرفہ ہے۔ یہ دونوں دعائیں بلند ترین معارف اور عالی ترین نکات سے بھری پڑی ہیں۔

دعائے عرفہ کے بلند مرتبہ معارف

یہ عظیم الشان اور مشہور و معروف دعا حج کے دوران میدان عرفات میں پڑھی جاتی ہے اور عرفہ کے دن یعنی، نو ذی الحجہ کو قصد قربت کے طور پر دوسرے تمام مقامات پر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔(12) لہٰذا سرزمین عرفات کے علاوہ پورے عالم تشیع میں روز عرفہ کو اس دعا کا پڑھا جانا شیعوں کے ہاں معمول بن چکا ہے اور تمام مساجد و اماکن مقدسہ میں اس دعا کو پورے اہتمام کے ساتھ پڑھا جاتا ہے جس کو ہزاروں کی تعداد میں لوگ سنتے ہیں۔

یہ ماثورہ دعا غالب اسدی کے بیٹوں بشر و بشیر سے منقول ہے اور تمام کتب ادعیہ میں نقل ہوئی ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے بلند مرتبہ معارف و مضامین پر مبنی اس دعا میں کہ جو سال کے مناسب ترین وقت یعنی روز عرفہ میں بارگاہ الٰہی میں پیش کی گئی ہے، بلند ترین توحیدی تعلیمات و معارف کو دلنشین کلمات کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اس دعا کے مختلف جملات میں توحید الٰہی کے سلسلے میں عرفان و معرفت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیکھنے کو ملتا ہے اور راہ حق کے سالکین کے لئے سیر و سلوک کی محکم بنیادیں فراہم ہوتی ہیں، کیونکہ امام عالی مقامؑ نے اس مناجات کو کعبہ کے نزدیک مقدس ترس سرزمین یعنی عرفات میں خدا کی بارگاہ پیش کیا ہے۔ آیت اللہ جوادی آملی اس عظیم الشان دعا کی معنوی عظمت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''حج و زیارت خانہ خدا کے عبادی اور سیاسی پہلو کی بہترین انداز میں وضاحت کرنے والی اہم ترین دعا، دعائے عرفہ ہے کہ جو اہل معرفت اور میدان شہود و شہادت کی طرف سفر کرنے والوں کے درمیان معروف عارف، طاغوت کے خلاف میدان توحید کے جانباز اور حریت پسندوں کے سید و سردار حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا ہے۔ یہ دعا جہاں کفر ستیزی کا دستور اور طاغوتی راستوں کو ختم کرنے اور مجرمین کی سرکوبی کرنے کا راستہ دکھاتی ہے وہاں اسلامی حکومت کی مدح و ستایش بھی ہے اور مکتبی سیاست اور ولایت الٰہی کے ظہور پذیر ہونے کا طریقہ بھی معین کرتی ہے۔''(13)

امام حسین علیہ السلام کی دعائے عرفہ کو دیکھا جائے تو درحقیقت قیام عاشورا در حقیقت عاشورا کا آغاز روز عرفہ ہی سے ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ چونکہ امام حسین علیہ السلام ''جبل الرحمۃ'' (14) کے پاس دعائے عرفہ

کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر کربلا کی جانب حرکت کرتے ہیں۔ اس دعا میں اصیل ترین الٰہی اور توحیدی معارف سید الشہداء امام حسین علیہ السلام جیسی ہستی کی زبان مبارک سے بیان ہوئے ہیں۔ جن سے اس دن کی عظمت اور رفعت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اسی طرح امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول دعائے عرفہ میں بھی اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان رابطے کے حوالے سے بلند ترین معارف بیان ہوئے ہیں جو کسی عام انسان کی زبان سے ہرگز بیان نہیں ہوسکتے۔ توحید الٰہی کو دیکھنا ہو تو انسان کو امام حسینؑ اور ان کے فرزند ارجمند امام زین العابدین علیہما السلام کی ان دونوں دعاؤں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ امام حسینؑ کی دعا میں ذکر ہونے والے معارف الٰہی کی موضوعی تقسیم کچھ اس طرح سے کی جاسکتی ہے:

1) اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت وشناخت۔
2) گناہوں اور کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے پروردگار سے پیمان و تجدید عہد۔
3) انبیائے کرام کی معرفت اور اُن کے لائے ہوئے پیغام اور عقیدہ معاد پر اعتقاد کا اظہار۔
4) آفاق کائنات میں غور وفکر، اللہ کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں پر حمد و شکر کہ جن کا آغاز انسان کی خلقت سے ہوتا ہے اور جو انسان کی عمر کے اختتام تک جاری رہتی ہیں۔
5) قضا وقدر الٰہی پر ایمان اور راضی رہنے کا اظہار۔
6) بارگاہ الٰہی میں گریہ وتضرع، اپنے گناہوں کا اعتراف اور توبہ وانابہ۔
7) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عفو وبخشش کی درخواست اور نیک اعمال و پسندیدہ صفات کی طرف رجوع کرنے کا عہد۔
8) اپنی حاجات کی درخواست کہ جو پیغمبر اور آل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دورود سلام کے ساتھ شروع ہوتی ہے اور پھر عفو وبخشش اور نور ہدایت، رحمت وعافیت، وسعت رزق، مادی ومعنوی نعمات اور اجر وثواب کا تقاضا۔

خلاصہ یہ کہ ان دونوں ادعیہ میں بے شمار الٰہی معارف بیان ہوئے ہیں، لیکن اُن سب کو ایک مختصر مقالے میں بیان کرنا مشکل ہے۔ اس مقالے میں عرفہ کے دن کی مناسبت سے فقط امام حسین علیہ السلام

کی دعا میں مذکور معرفت الٰہی کی چند جھلکیاں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہےاور ذیل میں چند نمایاں عناوین کے تحت امام عالی مقامؑ کی لسان مبارک سے نکلے ہوئے معرفت انگیز کلمات کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی دعائے عرفہ درحقیقت قرآنی مفاہیم، دینی اقدار اور آسمانی تعلیمات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جس سے انسانیت کو الٰہی اقدار کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔اس دعا سے سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے اپنے معبود کے ساتھ عاشقانہ راز و نیاز اور گہرے تعلق کا پتا چلتا ہے وہ تعلق کہ جس کا آغاز تو میدان عرفات سے ہوتا ہےاور عروج کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں ہوتا ہے۔دعائے عرفہ کے بلند معارف کی عملی شکل عاشورا کی صبح سے لے کر عصر تک نمایاں سے نمایاں تر ہوتی جاتی ہے۔اس دعا میں امام عالی المقامؑ وہ معنوی گوہر ہائے گرانبہا انسانیت کو عطا کرتے ہیں کہ جس سے روح انسان کو تازگی ملتی ہے۔

بہر حال یہ باعظمت دعا توحید کے باب میں بے نظیر ہےاور اس کے معارف و مضامین فقط سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی ذات گرامی سے ہی صادر ہو سکتے ہیں اور کسی غیر معصوم شخص سے ان کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ امام حسین علیہ السلام اپنی زندگی کے آخری روز عرفہ کو عصر کے وقت اپنے خاندان، اولاد اور شیعوں کے ہمراہ انتہائی خشوع و انکساری کے ساتھ اپنے خیمے سے نکلے اور عرفات میں ''جبل الرحمۃ'' کی دائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ پھر امام علیہ السلام اپنا رُخ مبارک کعبہ کی طرف کرکے ایک حاجت مند مسکین کی طرح اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے کے سامنے لے جا کر اس طرح دعا کرتے ہیں اور بلند ترین الٰہی معارف کو دعا کی شکل میں بیان کرتے ہیں۔ یہاں اس طولانی دعا سے اقتباسات کی شکل میں معرفت کے چند موتی پیش کیے جاتے ہیں۔

حمد و ثنائے الٰہی

دعا کے اہم ترین آداب میں سے ہے کہ انسان جب بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجات لے کر حاضر ہو تو سب سے پہلے اس ذات کی حمد و ثنا بجا لائے جو ہر قسم کی حمد و ثنا کے لائق ہےاور کائنات کی ہر حمد

وستائش کی بازگشت اُسی کی طرف ہوتی ہے۔ لہٰذا امام حسین علیہ السلام بھی اس دعا کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَیْسَ لِقَضائِهِ دافِعٌ، وَلا لِعَطائِهِ مانِعٌ، وَلا کَصُنْعِهِ صُنْعُ صانِعٍ وَهُوَ الْجَوادُ الْواسِعُ، فَطَرَ اَجْناسَ الْبَدائِعِ، وَاَتْقَنَ بِحِکْمَتِهِ الصَّنائِعَ، لا تَخْفی عَلَیْهِ الطَّلائِعُ، وَلا تَضِیعُ عِنْدَهُ الْوَدائِعُ، جازِی کُلِّ صانِعٍ، وَرایِشُ کُلِّ قانِعٍ وَراحِمُ کُلِّ ضارِعٍ وَمُنْزِلُ الْمَنافِعِ وَالْکِتابِ الْجامِعِ بِالنُّورِ السّاطِعِ''

ترجمہ: ''حمد ہے خدا کے لیے جس کے فیصلے کو کوئی بدلنے والا نہیں، کوئی اس کی عطا روکنے والا نہیں اور کوئی اس جیسی صنعت والا نہیں اور وہ کشادگی کے ساتھ دینے والا ہے۔ اس نے قسم قسم کی مخلوق بنائی اور بنائی ہوئی چیزوں کو اپنی حکمت سے محکم کیا، دنیا میں آنے والی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں، اس کے ہاں کوئی امانت ضائع نہیں ہوتی، وہ ہر کام پر جزا دینے والا ہے، وہ ہر قانع کو زیادہ دینے والا اور ہر نالاں پر رحم کرنے والا ہے وہ بھلائیاں نازل کرنے والا اور چمکتے نور کے ساتھ مکمل و کامل کتاب اتارنے والا ہے۔''

ظالموں کا انجام

امام علیہ السلام دعا کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضرت حق تعالیٰ کی صفات جمیل کو شمار کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''هو للدّعوات سامعٌ وللكربات دافعٌ وللدّرجات رافعٌ وللجبابرة قامعٌ''

ترجمہ: ''وہ لوگوں کی دعاؤں کا سننے والا لوگوں کے دکھ دور کرنے والا درجے بلند کرنے والا اور سرکشوں کی جڑ کاٹنے والا ہے۔''

حضرت امام حسین علیہ السلام ظالموں کو توحید اور سعادت کے راستے کا سب سے بڑا کانٹا قرار دیتے ہیں چونکہ جب تک ظلم و ستم کا رواج رہے گا اور بے عدالتی کا نظام حاکم رہے گا اس وقت تک لوگ اپنے معنوی کمال

کی طرف قدم نہیں بڑھا سکیں گے۔ اسی لئے پوری تاریخ انسانیت کو دیکھا جائے تو ظالموں کی سزا کا طریقہ سنن الٰہی میں ہمیشہ سے جاری وساری رہا ہے۔ قرآن مجید اس سلسلے میں فرماتا ہے:

''فَلَمَّا نَسُواْ مَا ذُكِّرُواْ بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُواْ بِمَا أُوتُواْ أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ'' (15)

ترجمہ: ''پھر جب ان (ظالموں) نے اس نصیحت کو فراموش کر دیا جو ان سے کی گئی تھی تو ہم نے (انہیں اپنے انجام تک پہنچانے کے لیے) ان پر ہر چیز (کی فراوانی) کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں (کی لذتوں اور راحتوں) سے خوب خوش ہو (کر مدہوش ہو) گئے جو انہیں دی گئی تھیں تو ہم نے اچانک انہیں (عذاب میں) پکڑ لیا تو اس وقت وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔''

پھر فرمایا: ''فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُواْ۔'' (16) پس ظلم کرنے والی قوم کی جڑ کاٹ دی گئی۔

اپنے خالق سے تجدید عہد

دعا کا ایک اور اہم ادب یہ بھی ہے کہ انسان اپنے مالک سے مانگنے سے پہلے اپنی وفاداری کی تجدید کرے اور مالک کے ساتھ باندھے ہوئے عہد کو دوہرائے تاکہ مالک کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا کے اپنی حاجات کو پیش کرے۔ لہٰذا امام علیہ السلام اپنے خالق سے تجدید عہد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَرْغَبُ اِلَيْكَ وَاَشْهَدُ بِالرُّبُوبِيَّةِ لَكَ مُقِرّاً بِاَنَّكَ رَبِّي، وَاَنَّ اِلَيْكَ مَرَدِّي، اِبْتَدَاْتَنِي بِنِعْمَتِكَ قَبْلَ اَنْ اَكُونَ شَيْئاً مَذْكُوراً، وَخَلَقْتَنِي مِنَ التُّرابِ ثُمَّ اَسْكَنْتَنِي الْاَصْلابَ آمِناً لِرَيْبِ الْمَنُونِ وَاخْتِلافِ الدُّهُورِ وَالسِّنِينَ فَلَمْ اَزَلْ ظاعِناً مِنْ صُلْبٍ اِلى رَحِمٍ فِي تَقادُمٍ مِنَ الْاَيَّامِ الْماضِيَةِ وَالْقُرُونِ الْخالِيَةِ''

ترجمہ: ''اے اللہ! بے شک میں تیری طرف متوجہ ہوا ہوں تیرے پروردگار ہونے کی گواہی دیتا اور مانتا ہوں کہ تو میرا پالنے والا ہے اور تیری طرف لوٹا ہوں کہ تو نے مجھ سے اپنی نعمت کا آغاز کیا، اس سے پہلے کہ میں وجود میں آتا اور تو نے مجھ کو مٹی سے پیدا کیا پھر بڑوں کی پشتوں میں جگہ دی مجھے موت سے اور ماہ وسال میں آنے والی آفات سے امن دیا۔ پس میں پے در پے

ایک پشت سے ایک رحم میں آیا ان دنوں میں جو گزرے ہیں اور ان صدیوں میں جو بیت چکی ہیں۔''

خودشناسی اور مادی و معنوی نعمتوں کا اعتراف

خود شناسی اور مادی و معنوی نعمتوں کا اعتراف بندگی کے کمال کا مقدمہ ہے، جب تک خود شناسی نہ ہو اور انسان نعمتوں کا اعتراف نہ کرے، بندگی کے بلندترین درجات تک پہنچنا مشکل ہے۔ امام حسین علیہ السلام اس دعا میں جگہ جگہ نعمتوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ درج ذیل جملات خود شناسی اور اظہار بندگی کے لئے بہترین جملات ہیں:

''فَابْتَدَعْتَ خَلْقِی مِنْ مَنِیٍّ یُمْنیٰ، وَاَسْکَنْتَنِی فِی ظُلُماتٍ ثَلاثٍ بَیْنَ لَحْمٍ وَدَمٍ وَجِلْدٍ لَمْ تُشْهِدْنِی خَلْقِی، وَلَمْ تَجْعَلْ اِلَیَّ شَیْئاً مِنْ اَمْرِی، ثُمَّ اَخْرَجْتَنِی لِلَّذِی سَبَقَ لِی مِنَ الْهُدیٰ اِلَی الدُّنْیا تامّاً سَوِیّاً، وَحَفِظْتَنِی فِی الْمَهْدِ طِفْلاً صَبِیّاً، وَرَزَقْتَنِی مِنَ الْغِذاءِ لَبَناً مَرِیّاً، وَعَطَفْتَ عَلَیَّ قُلُوبَ الْحَواضِنِ، وَکَفَّلْتَنِی الاُمَّهاتِ الرَّواحِمَ وَکَلأْتَنِی مِنْ طَوارِقِ الْجانِّ وَسَلَّمْتَنِی مِنَ الزِّیادَةِ وَالنُّقْصانِ فَتَعالَیْتَ یا رَحِیمُ یا رَحْمنُ حَتّیٰ اِذَا اسْتَهْلَلْتُ ناطِقاً بِالْکَلامِ اَتْمَمْتَ عَلَیَّ سَوابِغَ الْاِنْعامِ وَرَبَّیْتَنِی زائِداً فِی کُلِّ عامٍ، حَتّیٰ اِذَا اکْتَمَلَتْ فِطْرَتِی وَاعْتَدَلَتْ مِرَّتِی وَجَبْتَ عَلَیَّ حُجَّتَکَ''

ترجمہ: ''پھر میرے پیدا کرنے کا آغاز ٹپکنے والے آب حیات سے کیا اور مجھ کو تین تاریکیوں میں ٹھرادیا یعنی گوشت خون اور جلد کے نیچے جہاں میں نے بھی اپنی خلقت کو نہ دیکھا اور تو نے میرے اس معاملے میں سے کچھ بھی مجھ پر نہ ڈالا پھر تو نے مجھے رحم مادر سے نکالا کہ مجھے ہدایت دے کر دنیا میں درست و سالم جسم کے ساتھ بھیجا اور گہوارے میں میری نگہبانی کی جب میں چھوٹا بچہ تھا تو نے میرے لیے تازہ دودھ کی غذا بہم پہنچائی اور دودھ پلانے والیوں کے دل میرے لیے نرم کردیے، تو نے مہربان ماؤں کو میری پرورش کا ذمہ دار بنایا، جن و پری کے آسیب سے میری حفاظت فرمائی اور مجھے ہر قسم کی کمی بیشی سے بچائے رکھا، پس تو برتر ہے۔اے مہربان اے عطاؤں والے یہاں تک کہ میں باتیں کرنے لگا اور یوں تو نے مجھے اپنی بہترین نعمتیں پوری

کردیں اور ہر سال میرے جسم کو بڑھایا حتی کہ میری جسمانی ترقی اپنے کمال تک پہنچ گئی۔ اور میری شخصیت میں توازن پیدا ہوگیا تو مجھ پر تیری حجت قائم ہو گئی۔''

نعماتِ اعضا وجوارح پر شکر

انسان اگر اپنی ذات میں موجود نعمات الٰہی ہی کاادراک کرلے تو اُسے اپنے خالق کی معرفت حاصل کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی اور وہ اپنے اعضا وجوارح پر غور وفکر کرکے بہت جلد اپنے خالق کی معرفت حاصل کرسکتا ہے۔ وہ اعضا وجوارح کہ اگر ان میں سے ایک بھی ہم سے لے لیا جائے یا ناقص ہو جائے تو ہماری زندگی کا پورا نظام معطل ہو سکتا ہے۔ دعا کے ان جملات میں انہی اعضاو جوارح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے امام علیہ السلام انسان کو خدا کی معرفت وشناخت کی طرف لے جارہے ہیں اور اُس کا شکر بجا لانے کی تلقین فرمارہے ہیں:

''وَاَنَا اَشْهَدُ يَا اِلٰهِي بِحَقِيقَةِ اِيمَانِي وَعَقْدِ عَزَمَاتِ يَقِينِي، وَخَالِصِ صَرِيحِ تَوْحِيدِي وَبَاطِنِ مَكْنُونِ ضَمِيرِي وَعَلَائِقِ مَجَارِي نُورِ بَصَرِي، وَاَسَارِيرِ صَفْحَةِ جَبِينِي وَخُرْقِ مَسَارِبِ--- وَحَرَكَاتِ رُكُوعِي وَسُجُودِي اَنْ لَوْحَاوَلْتُ وَاجْتَهَدْتُ مَدَى الْاَعْصَارِ وَالْاَحْقَابِ''

ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں اے اللہ! اپنے ایمان کی حقیقت اپنے اٹل ارادوں کی مضبوطی اپنی واضح وآشکار توحید اپنے باطن میں پوشیدہ ضمیر اپنی آنکھوں کے نور سے پیوستہ راستوں اپنی پیشانی کے نقوش کے رازوں اپنے سانس کی رگوں کے سوراخوں اپنی ناک کے نرم وملائم پردوں اپنے کانوں کی سننے والی جھلیوں اور اپنے چپکنے اور ٹھیک بند ہونے والے ہونٹوں، اپنی زبان کی حرکات سے نکلنے والے لفظوں، اپنے منہ کے اوپر نیچے کے حصوں کے ملنے اپنے دانتوں کے اُگنے کی جگہوں، اپنے کھانے پینے کے ذائقہ دار ہونے اپنے سر میں دماغ کی قرارگاہ، اپنی گردن میں غذا کی نالیوں اور ان ہڈیوں، جن سے سینہ کا گھیرا بنا ہے، اپنے گلے کے اندر لٹکی ہوئی شہ رگ، اپنے دل میں آویزاں پردے، اپنے جگر کے بڑھے ہوئے کناروں اپنی ایک دوسری سے ملی اور جھکی ہوئی پسلیوں اپنے جوڑوں کے حلقوں اپنے اعضاء کے بندھنوں اپنی انگلیوں کے پوروں اور اپنے گوشت خون اپنے بالوں اپنی جلد اپنے پٹھوں اور نلیوں اپنی ہڈیوں اپنے مغز اپنی رگوں اور اپنے

ہاتھ پاؤں اور بدن کی جو میری شیر خوارگی میں پیدا ہوئیں اور زمین پر پڑنے والے اپنے بوجھ اپنی نینداپنی بیداری اپنے سکون اور اپنے رکوع و سجدے کی حرکات ان سب چیزوں پر اگر تیرا شکرادا کرناچاہوں اور تمام زمانوں اور صدیوں میں کوشاں رہوں اور عمر وفا کرے تو بھی میں تیری ان نعمتوں میں سے ایک نعمت کا شکرادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔"

سچا دین اور سچا راستہ

دین اسلام کی حقانیت اور دین پر استدلال قائم کرنے والے تمام وسیلوں کی سچائی پر ایمان انسان کا وہ عظیم سرمایہ ہے کہ جس پر اُس کے دین وایمان کی پوری عمارت کھڑی ہے اور اس کی حقانیت اور سچائی میں ذرہ بھر بھی شک پیدا ہو جائے تو اس کے وجود میں ایمان کی پوری عمارت گر کر تباہ ہو سکتی ہے۔اسی سچائی اور حقانیت پر ایمان کی اہمیت دعائے عرفہ کے ان جملات میں بیان ہوئی ہے:

"صَدَقَ كِتابُكَ اَللّٰهُمَّ وَاِنْباؤُكَ، وَبَلَّغَتْ اَ نْبِياؤُكَ وَرُسُلُكَ ما اَنْزَلْتَ عَلَيْهِمْ مِنْ وَحْيِكَ، وَشَرَعْتَ لَهُمْ وَبِهِمْ مِنْ دِينِكَ"

ترجمہ: "تیری کتاب سچی ہے اے اللہ! اور تیری خبریں بھی سچی ہیں جو تیرے نبیوں اور رسولوں نے تبلیغ کی وہ سچ ہے جو تو نے ان پر وحی نازل کی وہ سچ ہے اور جو ان کے لئے اور ان کے ذریعے اپنے دین کو جاری کیا وہ سچ ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی یکتائی کی گواہی

"غَيْرَاَنِّي يا اِلهِي اَشْهَدُ بِجُهْدِي وَجِدِّي وَمَبْلَغِ طاقَتِي وَوُسْعِي، وَاَقُولُ مُؤْمِناً مُوقِناً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَداً فَيَكُونَ مَوْرُوثاً، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي مُلْكِهِ فَيُضادَّهُ فِيمَا ابْتَدَعَ، وَلا وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ فَيُرْفِدَهُ فِيما صَنَعَ، فَسُبْحانَهُ سُبْحانَهُ لَوْكانَ فِيهِما آلِهَةٌ اِلاَّ اللّٰهُ لَفَسَدَتا وَتَفَطَّرَتا سُبْحانَ اللّٰهِ الْواحِدِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً اَحَد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً يُعادِلُ حَمْدَ مَلائِكَتِهِ الْمُقَرَّبِينَ وَاَنْبِيائِهِ الْمُرْسَلِينَ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى خِيَرَتِهِ مُحَمَّدٍ خاتَمِ النَّبِيِّينَ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ الْمُخْلَصِينَ وَسَلَّمَ"

ترجمہ: ’’دیگر یہ کہ اے میرے اللہ! گواہی دیتا ہوں میں اپنی محنت و کوشش اور اپنی فرمانبرداری و ہمت کے ساتھ اور میں ایمان ویقین سے کہتا ہوں کہ حمد خدا کے لیے ہے جس نے اپنا کوئی بیٹا نہیں بنایا جو اس کا وارث ہو اور نہ ملک وحکومت میں کوئی اس کا شریک ہے جو پیدا کرنے میں اس کا ہمکار ہو اور نہ وہ کمزور ہے کہ اشیاء کے بنانے میں کوئی اس کی مدد کرے پس وہ پاک ہے پاک ہے اگر زمین وآسمان میں خدا کے سوا کوئی معبود ہوتا تو یہ ٹوٹ پھوٹ کر گر پڑتے پاک ہے خدا یگانہ یکتا بے نیاز جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے حمد ہے خدا کے لیے برابر اس حمد کے جو اس کے مقرب فرشتوں اور اس کے بھیجے ہوئے نبیوں نے کی ہے اور اس کے پسند کیے ہوئے محمدؐ نبیوں کے خاتم پر خدا کی رحمت ہو اور ان کی آلؑ پر جو نیک پاک خالص ہیں اور ان پر سلام ہو۔‘‘

قضا وقدر پر راضی رہنے کی دعا

پھر امام علیہ السلام نے خداوند متعال سے حاجات طلب کرنا شروع کیں۔ جب کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اسی حالت میں آپ بارگاہ الٰہی میں یوں عرض گزار ہوئے:

’’اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِی اَخْشاكَ كَاَنِّی اَراكَ، وَاَسْعِدْنِی بِتَقْواكَ، وَلا تُشْقِنِی بِمَعْصِيَتِكَ وَخِرْ لِی فِی قَضائِكَ، وَبارِكْ لِی فِی قَدَرِكَ، حَتّٰى لا اُحِبَّ تَعْجِيلَ ما اَخَّرْتَ وَلا تَاْخِيرَ ما عَجَّلْتَ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ غِنایَ فِی نَفْسِی، وَالْيَقِينَ فِی قَلْبِی، وَالْاِخْلاصَ فِی عَمَلِی وَالنُّورَ فِی بَصَرِی، وَالْبَصِيرَةَ فِی دِينِی، وَمَتِّعْنِی بِجَوارِحِی، وَاجْعَلْ سَمْعِی وَبَصَرِی الْوارِثَيْنِ مِنِّی، وَانْصُرْنِی عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِی، وَاَرِنِی فِيهِ ثارِی وَمَآرِبِی، وَاَقِرَّ بِذٰلِكَ عَيْنِی‘‘

ترجمہ: ’’اے اللہ! مجھے ایسا ڈرنے والا بنادے گویا تجھے دیکھ رہا ہوں، مجھے پرہیزگاری کی سعادت عطا کر اور نافرمانی کے ساتھ بدبخت نہ بنا۔ اپنی قضا میں مجھے نیک بنادے اور اپنی تقدیر میں مجھے برکت عطا فرما یہاں تک کہ جس امر میں تو تاخیر کرے اس میں جلدی نہ چاہوں اور جس میں تو جلدی چاہے اس میں تاخیر نہ چاہوں۔

اے اللہ ! پیدا کر دے میرے نفس میں بے نیازی میرے دل میں یقین میرے عمل میں خلوص میری نگاہ میں نور میرے دین میں سمجھ اور میرے اعضامیں فائدہ پیدا کر دے اور میرے کانوں وآنکھوں کو میرا مطیع بنادے اور جس نے مجھ پر ظلم کیا اس کے مقابل میری مدد کر مجھے اس سے بدلہ لینے والا بنا یہ آرزو پوری کر اور اس سے میری آنکھیں ٹھنڈی فرما۔"

مقام بندگی پر فخر کا اظہار

بلا شک وشبہ اگر انسان اپنے خالق کے مقابلے میں اپنے مقام اور حیثیت کا ادراک حاصل کر لے تو اور اپنی بندگی کا اعتراف کرے تو وہ کبھی بھی حدود الٰہی سے تجاوز اور دوسروں کے حقوق کو پامال نہیں کرے گا۔ رب العالمین کے مقابلے میں اپنے مقام عبودیت کی معرفت اور اُس کی حدود کی پابندی، بندے کو انسانیت کے بلند ترین مقامات پر فائز کر دیتی ہے اور پھر وہ اپنے اس مقام پر فخر کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ امام حسین علیہ السلام دعائے عرفہ میں ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"اللّٰھم اِنِّی اَرغَبُ اِلَیْکَ وَاَشْھَدُ بِالرُّبُوبِیَّةِ لَکَ مُقِرّاً بِاَنَّکَ رَبِّی وَاَلَیْکَ مَرَدِّی، ابْتَدأتَنِی بِنِعْمَتِکَ قَبْلَ اَنْ اَکُونَ شَیْئاً مَذْکُوراً"

ترجمہ: "اے اللہ! بے شک میں تیری طرف متوجہ ہوا ہوں، تیرے پروردگار ہونے کی گواہی دیتا ہوں، اور (اے اللہ) مانتا ہوں کہ تو میرا پالنے والا ہے اور میری بازگشت تیری طرف ہوگی، (اے اللہ تو اتنا مہربان ہے) اس سے پہلے کہ میں کوئی قابل ذکر چیز ہوتا، تو نے مجھے نعمت وجود سے بہرہ مند کیا۔"

حضرت امام علی علیہ السلام بھی مقام بندگی کی وضاحت کرتے ہوئے اسے انسان کے لئے ایک قابل فخر اور بلند ترین مرتبہ قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"إلَھِی کَفَی بِی عِزّاً أنْ أکُونَ لَکَ عَبْداً وَکَفَی بِی فَخْراً أنْ تَکُونَ لِی رَبّاً"

ترجمہ: "اے اللہ! میرے لئے یہ عزت اور عظمت ہی کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں اور میرے لئے یہ افتخار ہی کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے۔" (17)

عصر توحید اور دینی ماحول پر شکر

حضرت امام حسین علیہ السلام عصر توحید جیسی معنوی فضا میں اور الٰہی حکومت کے زیر سایہ زندگی گزارنے کو اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ انسان جس ماحول اور معاشرے میں اپنی پیدائش کے ساتھ ہی قدم رکھتا ہے، وہ انسان کی شخصیت اور تربیت پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے اور اس کے تربیتی عوامل میں سب سے اہم عامل شمار ہوتا ہے۔ جو شخص اگر کسی اچھے ماحول میں پیدا ہوتا ہے اور پرورش پاتا ہے تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ پھر اپنے والدین اور اُن سرپرستوں کا بھی شکریہ ادا کرے کہ جنہوں نے اُسے اس قسم کا پاکیزہ ماحول فراہم کیا ہے۔ کیونکہ اگر انسان کو اپنی صحیح اور سالم شخصیت بنانے کے لئے ایسا مناسب ماحول نہ ملتا تو معلوم نہیں اُس کی تقدیر کیا ہوتی اور اس کا انجام کیا ہوتا۔ اسی لئے حق شناس انسان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا کرتا ہے اور اپنے والدین اور سرپرستوں کا بھی ممنون احسان رہتا ہے کہ جن کی توجہ کی وجہ سے وہ معنویت و معرفت بھرے ماحول میں پرورش پارہا ہے اور سانس لے رہا ہے۔ امام علیہ السلام اس واقعیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لم تخرجنی لرأفتك بی ولطفك لی و احسانك الیّ فی دولة ائمة الکفر الّذین نقضوا عهدك و کذّبوا رسلك لکنّك اخرجتنی للّذی سبق لی من الهدی"

ترجمہ: "(اے پروردگارا!) تو نے بوجہ اپنی محبت و مہربانی کے مجھ پر احسان کیا اور مجھے کافر بادشاہوں کے دور میں پیدا نہیں کیا کہ جنہوں نے تیرے فرمان کو توڑا اور تیرے رسولوں کو جھٹلایا لیکن تو نے مجھ کو اس زمانہ معرفت (اور عصر نبوت) میں پیدا کیا جس میں تھوڑے عرصے میں مجھے ہدایت میسر آ گئی۔"

بے شمار نعمتیں

بارگاہ الٰہی میں شکر گزاری، اللہ کے مخلص بندوں اور اولیائے الٰہی کی خصوصیات میں سے ہے۔ لہٰذا امام عالی مقامؑ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کی قدردانی کرتے اور شکر بجالاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”فایّ نعمك یا الهی احصی عدداً و ذکراً ام ایّ عطایاك اقوم بها شکراً و هی یا ربّ اکثر من ان یحصیها العادّون او یبلغ علماً بها الحافظون“

ترجمہ: ”اے میرے پروردگار! تیری کس نعمت کی گنتی کروں اور اسے یاد کروں یا تیری کون کونسی عطاؤں کا شکر بجا لاؤں اور اے میرے پروردگار یہ تو اتنی زیادہ ہیں کہ شمار کرنے والے انہیں شمار نہیں کر سکتے یا یاد کرنے والے ان کو یاد نہیں رکھ سکتے۔“

امام علیہ السلام ایک دوسرے جملے میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے سلسلے میں بندوں کی ناتوانی اور کمزوری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”أَنْ لَوْ حَاوَلْتُ وَ اجْتَهَدْتُ مَدَی الْأَعْصَارِ وَ الْأَحْقَابِ لَوْ عُمِّرْتُهَا أَنْ أُؤَدِّیَ شُکْرَ وَاحِدَةٍ مِنْ أَنْعُمِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ذَلِكَ إِلاَّ بِمَنِّكَ الْمُوجِبِ عَلَیَّ بِهِ شُکْرُكَ أَبَداً جَدِیداً وَ ثَنَاءً طَارِفاً عَتِیداً أَجَلْ وَ لَوْ حَرَصْتُ أَنَا وَ الْعَادُّونَ مِنْ أَنَامِكَ أَنْ نُحْصِیَ مَدَی إِنْعَامِكَ سَالِفِهِ (سَالِفَةً) وَ آنِفِهِ (آنِفَةً) مَا حَصَرْنَاهُ عَدَداً وَ لاَ أَحْصَیْنَاهُ أَمَداً هَیْهَاتَ أَنَّی ذَلِكَ وَ أَنْتَ الْمُخْبِرُ فِی کِتَابِكَ النَّاطِقِ وَ النَّبَإِ الصَّادِقِ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللهِ لاَ تُحْصُوهَا“

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تمام زمانوں اور صدیوں میں کوشاں رہوں اور عمر وفا کرے تو بھی میں تیری ان نعمتوں میں سے ایک نعمت کا شکر ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، مگر تیرے احسان کے ذریعے جس سے مجھ پر تیرا ایک اور شکر واجب ہو جاتا ہے اور تیری لگاتار ثنا واجب ہو جاتی ہے اور اگر میں ایسا کرنا چاہوں اور تیری مخلوق میں سے شمار کرنے والے بھی شمار کرنا چاہیں کہ ہم تیری گزشتہ و آیندہ نعمتیں شمار کریں تو ہم نہ انکی تعداد کا اور نہ ان کی مدت کا حساب کر سکیں گے یہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ تو نے اپنی خبر دینے والی گویا کتاب میں سچی خبر دے کر بتایا ہے کہ اور اگر تم خدا کی نعمتوں کو گنو تو ان کا حساب نہ لگا سکوگے۔“ (18)

زندگی ساز تقاضے

امام حسین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بے حد وحساب نعمتوں کا تذکرہ کرنے اور ان نعمتوں کو شمار کرنے کے سلسلے میں انسانوں کی ناتوانی اور عاجزی کا اعتراف کرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں اپنی جائز خواہشات و تقاضوں کا اظہار کرتے ہیں اور ہمیں اللہ کی بارگاہ میں دعا کرنے اور مانگنے کے آداب سکھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں خشوع و خضوع، تقویٰ واطاعت کی بنیاد پر سعادت و نیک بختی، نیک و مبارک تقدیر و سرنوشت، اللہ تعالیٰ کی رضا اور مرضی، نفس کی بے نیازی، قلبی یقین، عمل میں اخلاص، دین میں بصیرت، اعضا و جوارح سے بہرہ مندی، ظالموں کے مقابلے میں نصرت و مدد، دشمنوں پر فتح و نصرت، دعاؤں کی قبولیت، غم و اندوہ سے نجات، عیبوں کی پردہ پوشی، گناہوں کی بخشش، وسواس پیدا کرنے والوں اور شیاطین کی ذلت و خواری، دوسروں کے حقوق سے بری ذمہ ہونے کی توفیق اور دنیوی اور اُخروی درجات کی بلندی حضرت امام حسین علیہ السلام کی وہ دعائیں ہیں کہ جو آپؑ نے اس دعا میں بارگاہ الٰہی سے طلب فرمائی ہیں۔

امام علیہ السلام دعائے عرفہ کے ان جملوں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے طلب کرنے کا ادب سکھانے کے علاوہ ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں جس چیز کی ضرورت ہو وہ بارگاہ الٰہی سے طلب کریں اور اُس خواہش کو اپنی زبان پر لائیں کیونکہ یہ دعا کی شرائط اور آداب میں سے ہے اور دعا کی قبولیت کا باعث بنتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انّ اللّٰہ تبارک و تعالیٰ یعلم ما یرید العبد اذا دعاہ، ولکنّہ یحب ان تبث الیہ الحوائج فاذا دعوت فسمّ حاجتک" (19)

ترجمہ: "تم جو کچھ دل میں رکھتے ہو اُس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے، لیکن اللہ کو پسند ہے کہ تم جو چاہتے ہو اُسے زبان پر لاؤ اور اپنی ضرورتوں کو اُس سے بیان کرو۔ پس جب بھی دعا کرو تو اپنی حاجات اور ضروریات کو ایک ایک کر کے بیان کرو۔"

معرفت و عرفان کا عروج

دعائے عرفہ میں امام عالی مقامؑ اس قدر عاشقانہ اور عارفانہ انداز میں اپنے ربّ کو پکارتے ہیں کہ جس کو سن کر حقیقت کا ہر متلاشی شوق اور وجد میں آجاتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف جذب کی کیفیت پیدا

ہو جاتی ہے۔ امام علیہ السلام اس دعا میں انسانی ادبیات کے خوبصورت ترین جملات استعمال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بلند ترین عرفانی رابطہ برقرار کرتے ہیں:

''أَیَكُونُ لِغَیْرِكَ مِنَ الظُّهُورِ مَا لَیْسَ لَكَ حَتَّی یَكُونَ هُوَ الْمُظْهِرَ لَكَ مَتَی غِبْتَ حَتَّی تَحْتَاجَ إِلَی دَلِیلٍ یَدُلُّ عَلَیْكَ وَ مَتَی بَعُدْتَ حَتَّی تَكُونَ الْآثَارُ هِیَ الَّتِی تُوصِلُ إِلَیْكَ عَمِیَتْ عَیْنٌ لَا تَرَاكَ عَلَیْهَا رَقِیباً وَ خَسِرَتْ صَفْقَةُ عَبْدٍ لَمْ تَجْعَلْ لَهُ مِنْ حُبِّكَ نَصِیباً''

ترجمہ: ''اے میرے معبود! آیا تیرے غیر کیلئے ایسا ظہور ہے جو تیرے لئے نہیں ہے یہاں تک کہ وہ تجھے ظاہر کرنے والا بن جائے تو کب غائب تھا کہ کسی ایسے نشان کی حاجت ہو جو تیری دلیل ٹھہرے اور تو کب دور تھا کہ آثار اور نشان تجھ تک پہنچانے کا ذریعہ و وسیلہ بنیں۔ اندھی ہے وہ آنکھ جو تجھ کو اپنا نگہبان نہیں پاتی اس بندے کا سودہ خسارے والا ہے جس کو تو نے اپنی محبت کا حصہ نہیں دیا۔''

امام حسین علیہ السلام دعا کے ان جملات میں اللہ کی ذات کو ہی اُس کی معرفت اور اُس تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیتے ہوئے خدا کے متلاشی اور سعادت طلب فلاسفہ کو ''برہان صدیقین'' کی تعلیم دیتے ہیں۔ (1) اسی

1۔ واجب الوجود کو ثابت کرنے والے براہین میں سے ایک برہان، برہان صدیقین ہے۔ اسلامی فلسفہ میں بہت سے بیانات کے ساتھ برہان صدیقین کی وضاحت کی گئی ہے۔ سب سے پہلے بو علی سینا نے اپنی کتاب ''اشارات'' میں اس برہان کی وضاحت کی ہے۔ لیکن اس برہان کی سب سے بہترین وضاحت، فلسفہ متعالیہ کے بانی ملا صدرا شیرازیؒ نے کی ہے۔ چونکہ ملا صدرا شیرازی کے فلسفے کی بنیاد ''اصالت وجود'' پر ہے، اس اصول کے تحت اس برہان کی وضاحت بہت آسان ہو جاتی ہے۔ اس کے مطابق اصالت الوجود کی بنیاد پر جب وجود اصیل اور غیر سے بے نیاز ہے تو ہمارا مطلوب حاصل ہے اور واجب الوجود ثابت ہے۔ لیکن اگر وجود بالذات مستغنی نہ ہو اور کسی اور وجود پر اس کا دار و مدار ہو تو پھر وہ معلول ذاتاً ایک اور غنی بالذات وجود کا محتاج ہو گا۔ چونکہ کسی ایسی چیز کا علت کے وجود میں آنا محال ہے کہ جو اپنے وجود میں کسی اور چیز کی محتاج ہو اور خود بعینہٖ تعلق اور ربط کی حیثیت رکھتی ہو۔ برہان صدیقین، واجب تعالیٰ کو ثابت کرنے والے براہیں میں سب سے زیادہ واضح اور روشن برہان ہے۔ کیونکہ اس برہان، سے جزم و یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ نیز یہ برہان معرفت خدا کا سب سے بہترین اور آسان راستہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے حقیقت وجود کی بنیاد پر واجب الوجود تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ، اس برہان میں دور و تسلسل کے ابطال کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔

کو سادہ زبان میں ''خدا سے خدا تک پہنچنا'' کہتے ہیں۔ اسی مطلب کو امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی دعائے ابو حمزہ ثمالی میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:

'' وانّك لاتحتجب عن خلقك الاّ ان تحجبهم الاعمال دونك ''(20)

ترجمہ: ''اے اللہ! تو اپنی مخلوق سے چھپا ہوا نہیں ہے فقط اُن کے اعمال اور آرزوؤں نے اُنہیں تجھ سے جدا کیا ہوا ہے۔

عبد اور معبود کا تعلق

اس دعا میں امام حسین علیہ السلام ایک مقام پر انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق کو ان نورانی کلمات کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

''یَا مَولایَ أَنْتَ الَّذِی مَنَنْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَنْعَمْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَحْسَنْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَجْمَلْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَفْضَلْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَکْمَلْتَ، أَنْتَ الَّذِی رَزَقْتَ، أَنْتَ الَّذِی وَفَّقْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَعْطَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَغْنَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَقْنَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی آوَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی کَفَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی هَدَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی عَصَمْتَ، أَنْتَ الَّذِی سَتَرْتَ، أَنْتَ الَّذِی غَفَرْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَقَلْتَ، أَنْتَ الَّذِی مَکَّنْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَعْزَزْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَعَنْتَ، أَنْتَ الَّذِی عَضَدْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَیَّدْتَ، أَنْتَ الَّذِی نَصَرْتَ، أَنْتَ الَّذِی شَفَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی عَافَیْتَ، أَنْتَ الَّذِی أَکْرَمْتَ، تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ. فَلَكَ الْحَمْدُ دَائِماً وَلَكَ الشُّکْرُ وَاصِباً أَبَداً''

ترجمہ: ''اے میرے مالک! تو وہ ہے جس نے احسان کیا تو وہ ہے جس نے نعمت دی تو وہ ہے جس نے بہتری کی تو وہ ہے جس نے جمال دیا تو وہ ہے جس نے بڑائی دی تو وہ ہے، جس نے کمال عطا کیا، تو وہ ہے جس نے روزی دی، تو وہ ہے جس نے توفیق دی، تو وہ ہے جس نے عطا کیا، تو وہ ہے جس نے مال دیا، تو وہ ہے جس نے نگہداری کی، تو وہ ہے جس نے پناہ دی، تو وہ ہے جس نے کام بنایا، تو وہ ہے جس نے ہدایت کی، تو وہ ہے جس نے گناہ سے بچایا، تو وہ ہے جس نے پرورش کی، تو وہ ہے جس نے معاف کیا، تو وہ ہے جس نے بخش دیا، تو وہ ہے جس نے قدرت دی، تو وہ ہے جس نے عزت بخشی،

تو وہ ہے جس نے آرام دیا، تو وہ ہے جس نے سہارا دیا، تو وہ ہے جس نے حمایت کی، تو وہ ہے جس نے مدد کی، تو وہ ہے جس نے شفا دی، تو وہ ہے جس نے بزرگی دی تو بڑا برکت والا اور برتر ہے ہمیشہ پس حمد تیرے ہی لیے ہے اور شکر لگاتار ہمیشہ ہمیشہ تیرے ہی لیے ہے۔''

بندے کی صفات

اللہ تعالیٰ کی صفات کی عظمت کا اندازہ اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب انسان اپنی خصوصیات و صفات ناپائیداری و کمزوری کو بھی دیکھے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات ذکر کرنے کے بعد امام علیہ السلام انسان کی نادانی، خطا کاری، فراموشی و نسیان، وعدہ خلافی، بے اعتمادی جیسی کمزور اور ناپائیدار صفات کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ثُمَّ أَنَا يَا إِلٰهِي الْمُعْتَرِفُ بِذُنُوبِي فَاغْفِرْهَا لِي. أَنَا الَّذِي أَسَأْتُ، أَنَا الَّذِي أَخْطَأْتُ، أَنَا الَّذِي ...الخ''

ترجمہ: ''پھر میں ہوں اے میرے معبود اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والا، پس مجھے ان سے معافی دے، میں وہ ہوں جس نے برائی کی، میں وہ ہوں جس نے خطا کی، میں وہ ہوں جس نے برا ارادہ کیا، میں وہ ہوں جس نے نادانی کی، میں وہ ہوں جس سے بھول ہوئی، میں وہ ہوں جو چوک گیا، میں نے خود پر اعتماد کیا، میں نے دانستہ گناہ کیا، میں وہ ہوں جس نے وعدہ کیا، میں وہ ہوں جس نے وعدہ خلافی کی، میں وہ ہوں جس نے عہد توڑا، میں وہ ہوں جو اقرار کرتا اور میں وہ ہوں جو تیری نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں جو مجھے ملی ہیں اور میرے پاس ہیں مجھ پر گناہوں کا بڑا بوجھ ہے پس مجھے معاف کر دے۔''

''اِلٰهِي وَسَيِّدِي اِلٰهِي اَمَرْتَنِي فَعَصَيْتُكَ، وَنَهَيْتَنِي فَارْتَكَبْتُ نَهْيَكَ، فَاَصْبَحْتُ لَا ذَا بَرَائَةٍ لِي فَاَعْتَذِرُ، وَلَا ذَا قُوَّةٍ فَاَنْتَصِرُ، فَبِاَيِّ شَيْئٍ اَسْتَقْبِلُكَ يَا مَوْلَايَ بِسَمْعِي اَمْ بِبَصَرِي اَمْ بِلِسَانِي اَمْ بِيَدِي اَمْ بِرِجْلِي اَلَيْسَ كُلُّهَا نِعَمَكَ عِنْدِي وَبِكُلِّهَا عَصَيْتُكَ يَا مَوْلَايَ فَلَكَ الْحُجَّةُ''

ترجمہ: ''اے میرے معبود و سردار اے میرے معبود تو نے حکم دیا تو میں نے نافرمانی کی، جس سے تو نے مجھے روکا میں وہ کام کر گزرا، پس حال یہ ہے کہ نہ گناہ سے بری ہوں کہ عذر کروں نہ یہ طاقت ہے کہ کامیاب ہو جاؤں پس کیا چیز لے کر تیرے سامنے آؤں؟ اے میرے مالک!

آیا اپنے کان یا اپنی آنکھ یا اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنے پاؤں کے ساتھ ، کیا یہ سب میرے پاس تیری نعمتیں نہیں ہیں ؟اور ان سب کے ساتھ میں نے تیری نافرمانی کی، اے میرے مولا پس تیرے پاس میرے خلاف حجت اور دلیل ہے۔

بارگاہ الٰہی میں التجا

مضطرب وپریشان حال انسان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پریشانی اور مصیبت کے وقت بے اختیار ایسی ذات کو پکارتا ہے جو ہر قسم کی پریشانی اور مشکل سے نجات دلانے کی صلاحیت رکھتی ہے، یہ انسان کی فطرت ہے۔ امام علیہ السلام دعا کے اس حصے میں بارگاہ الٰہی میں التجا اور التماس کر کے انسان کو یاد دلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی حقیقی مشکل کشا ہے جس کی طرف ہر پریشانی اور مشکل کے وقت رجوع کرنا عین فطرت ہے:

''اللّٰهُمَّ اكْشِفْ كُرْبَتِي وَاسْتُرْعَوْرَتِي وَاغْفِرْلِي خَطِيئَتِي وَاخْسَأْ شَيْطَانِي وَفُكَّ رِهَانِي وَاجْعَلْ لِي يَا إِلٰهِي الدَّرَجَةَ الْعُلْيَا فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ''

ترجمہ: ''اے اللہ! میری سختی دور کردے میری پردہ پوشی فرما میری خطائیں معاف کردے میرے شیطان کو ذلیل کر اور میری ذمہ داری پوری کرادے۔ میرے لیے، اے میرے خدا دنیا اور آخرت میں بلند سے بلندتر مرتبے قرار دے۔''

خلاصہ یہ کہ امام حسین علیہ السلام کی یہ دعا معارف الٰہیہ کا عظیم گنجینہ اور معنویت وروحانیت کا وہ عظیم الشان دریا ہے جس کے مضامین عالیہ کا احاطہ نہ تو اس مختصر تحریر میں ہو سکتا ہے اور نہ ہم جیسے عاصی و ناقص انسان اس بحر معارف میں غوطہ زن ہونے کی طاقت رکھتے ہیں ۔اس مختصر مقالے میں فقط بعض اقتباسات کے ذریعے دعائے عرفہ کے عظیم معارف کی چند جھلکیاں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

*****

حوالہ جات

1 ۔راغب اصفہانی، مفردات، ص۵۶۰
2 ۔قریشی، التحقیق لکلمات القرآن الکریم، ج۸، ص۱۲۰
3 ۔صدوق، من لایحضرہ الفقیہ، ۲، ص۲۱۱، حدیث: ۲۱۸۲، مفاتیح الجنان، ص۲۷۶، تہران ۱۳۷۱ش
4 ۔کلینی، الکافی ج: ۴، ص: ۱۴۶ و ۵۴۱
5 ۔صدوق، من لایحضرہ الفقیہ، ج۲، ص۲۱۱
6 ۔قمی، شیخ عباس، مفاتیح الجنان، ص۱۰۱، مصباح المتہجد، ص 850
7 ۔قطب راوندی، الدعوات راوندی، ص18
8 ۔مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، 90، ص 294
9 ۔مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، ج94، ص 123
10 ۔صدوق، من لایحضرہ الفقیہ، ج ۲، ص ۲۱۱، حدیث ۲۱۸۳، جامعہ مدرسین، قم
11 ۔تفصیل کے لئے دیکھئے مفاتیح الجنان اور دیگر کتب ادعیہ
12 ۔دائرۃ المعارف تشیع، ج ۷، ص۵۲۹
13 ۔جوادی آملی، عبداللہ، صہبای حج، ص 428
14 ۔جبل الرحمہ، سرزمین عرفات میں اپنے ارد گرد موجود پہاڑوں سے الگ ایک پہاڑ ہے۔اسی پہاڑ کی ایک چٹان پر کھڑے ہو کر رسول اکرم ﷺ نے اپنا مشہور خطبہ عرفات پڑھا تھا،اسی طرح سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نے بھی اسی پہاڑ کے دامن میں عرفہ کے دن مشہور دعائے عرفہ پڑھی تھی۔
15 ۔سورہ انعام ۔آیت ۴۴
16 ۔ایضاً، آیت ۴۵
17 ۔محمد باقر مجلسی، بحارالانوار، ج۴۷، ص ۴۰۲ مناجات امام علیؑ
18 ۔سورہ ابراہیم آیت ۳۴
19 ۔اقبال الاعمال، ج 2، ص 74، مستدرک الوسائل، ج10، ص23؛ مفاتیح الجنان، اعمال روز عرفہ
20 ۔شیخ طوسی، مصباح المتہجد، ص ۵۸۳، مؤسسہ فقہ الشیعہ لبنان، ۱۴۱۱ ھ